پروفیسر محمد جہاں گیر عالم

تحریکِ پاکستان میں بلوچستان کا حصّہ

بلوچستان میں تحریکِ آزادی کا آغاز ۱۹۲۷ء سے ہوا، جب "تجاویزِ دہلی" اور آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ کلکتہ میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ بلوچستان میں بھی دیگر صوبوں کی طرح سیاسی اور آئینی اصلاحات نافذ کی جائیں۔ مارچ ۱۹۲۹ء میں جب مسلم مطالبات کو ایک مرتب اور معین شکل میں "جناح کے چودہ نکات" کی صورت میں ملک کے سامنے پیش کیا گیا تو ان میں بھی یہ بات شامل تھی کہ ملک کے دوسرے صوبوں کی طرح بلوچستان میں سیاسی اور آئینی اصلاحات جاری کی جائیں۔ اسی زمانے سے بلوچستان کے لوگوں میں آزادی کی تڑپ اور سیاسی شعور اجاگر ہونے لگا۔

بلوچستان میں سیاسی بیداری پیدا کرنے میں نواب یوسف عزیز (۱۹۰۸ - ۱۹۳۵ء) کی خدمات بڑی نمایاں ہیں۔ ان کو بجا طور پر بلوچستان میں تحریکِ آزادی کا پیش رو کہا جا سکتا ہے۔ ان کے علامہ اقبال، مولانا محمد علی جوہر اور مولانا ظفر علی خاں سے اچھے روابط تھے اور ان کے خیالات و افکار سے متاثر بھی تھے۔ قائدِ اعظم محمد علی جناح سے بھی ان کا رابطہ رہا۔ انھوں نے بلوچستان میں سیاسی بیداری پیدا کرنے کے لیے مختلف طریقِ کار اختیار کیے۔ بلوچستان کے عوام کو منظم کرنے کے لیے دسمبر ۱۹۳۲ء کو جیکب آباد میں کل ہند بلوچ کانفرنس کے انعقاد کا انتظام کیا۔ کراچی سے مختلف اخبارات مثلاً "البلوچ"، "بلوچستان"، "بلوچستان جدید"، "ینگ بلوچستان"، وغیرہ جاری کرائے جو یکے بعد دیگرے ضبط ہوتے رہے۔ بلوچستان کے مسائل پر متعدد مضامین اور پمفلٹ بھی لکھے۔ ان میں سے "بلوچستان کی آواز" ایک قابلِ ذکر پمفلٹ ہے۔[1]

نواب یوسف عزیز ایک اچھے شاعر بھی تھے اور شاعری کے ذریعے بھی انھوں نے عوام میں سیاسی بیداری اور آزادی کی تڑپ پیدا کی۔ ان کی ایک مشہور نظم کے چند شعر یہ ہیں:

قسم ہے غزوۂ بدر و اُحد میں مرنے والوں کی   قسم ہے کربلا کو خون سے تر کرنے والوں کی

---

[1] تحریکِ پاکستان میں بلوچستان کا حصہ از ڈاکٹر انعام الحق کوثر، اسلام آباد ۱۹۷۵ء، ص ۲۰

کہ اپنے ملک سے داغِ غلامی دھو کے چھوڑوں گا — بلوچستان کو آزادی کی مے پلوا کے چھوڑوں گا
لٹا کر چند سر اور گردنیں اپنے رفیقوں کی — زکوٰۃِ فرض اپنی قوم سے دلوا کے چھوڑوں گا
سبق دے کر اخوت کا شجاعت کا محبت کا — میں پھر بگڑی بلوچستان کی بنوا کے چھوڑوں گا[2]

بلوچستان اگرچہ آبادی کے اعتبار سے واضح مسلم اکثریت کا علاقہ تھا لیکن یہاں مسلم لیگ کی تنظیم سب سے بعد میں قائم ہوئی۔ قاضی محمد عیسیٰ کی کوششوں سے ۱۹۳۹ء میں بلوچستان میں مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا۔ جون ۱۹۳۹ء میں بلوچستان مسلم لیگ کی پہلی کانفرنس کوئٹہ میں قاضی محمد عیسیٰ کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ انھوں نے اپنے خطبۂ صدارت میں فرمایا:

"حضرات! تجارت اور صنعت و حرفت میں کمال پیدا کرنا ہمارا آبائی ورثہ تھا لیکن افسوس کہ ہم نے اس کی قدر نہ کی اور اس پر نظرِ التفات نہ ڈالی۔ نتیجہ یہ ہے کہ صوبہ کی قیمتی پیداوار و قابلِ قدر معدنیات ہمارے ہاتھ میں نہیں ہیں۔ ان پر دوسری قوموں کا قبضہ ہے اور صوبے کے باشندے نانِ شبینہ کے محتاج ہیں اور غربت کی زندگی پر مجبور ہیں اور صوبے کے اقتصادی اور معاشی وسائل کا کوئی قریبی حل نظر نہیں آتا۔ اس لیے ضرورت ہے کہ صوبے کے ماہرینِ سیاست ایک ہی مسلم جماعت کے جھنڈے تلے جمع ہو کر دینی، تعلیمی، تجارتی اور صنعتی فقدان کا حل سوچیں ..... ہندوستان کی کامل آزادی اور اس پر بیرونی حملہ آوروں کی مدافعت کے لیے بلا تمیز مذہب و ملت و عقائد و خیالات ہم ہندو کے ساتھ اتحادِ عمل پر آمادہ ہیں اور ہندوستان کی قابلِ ذکر سیاسی جماعت کانگریس کے ساتھ بھی اشتراکِ عمل کے لیے تیار ہیں۔ لیکن اشتراکِ عمل کا یہ مطلب ہونا چاہیے کہ جیسے ایک آزاد اور خود دار جماعت اپنی جداگانہ حیثیت کو برقرار رکھتے ہوئے کسی مشترکہ تخیل کے ماتحت ایک دوسری جماعت کے ساتھ مساویانہ شکل میں اتحادِ عمل کا اعلان کرتی ہے۔ پس اگر کانگریس مسلمانوں کے دینی جذبات، مذہبی مطالبات، اجتماعی ضروریات، رسم الخط، تمدن، تہذیب و معاشرت اور علوم و ادب کی مستقل و دوامی صورت کی متمنی ہو اور انھیں قطعی طور پر ہندوستان کے آئین نافذہ میں شامل کرنا ضروری عملاً تسلیم کرے اور مسلم لیگ کو ہندوستان کی واحد سیاسی نمائندہ جماعت قرار دے کر مناسب اور جائز شرائط کے ماتحت ایک باعزت سمجھوتہ قائم کرنے میں کامیاب ہو جائے تو مسلمانانِ ہند کا یہ نہ

۲؎ بلوچستان میں اردو - ڈاکٹر انعام الحق کوثر، لاہور ۱۹۶۸ء، ص ۲۲

تحریکِ پاکستان میں بلوچستان کا حصہ

اجتماع کانگرس کو اپنی جائز ہمدردیوں کا یقین دلانے کا اولوالعزمانہ اعلان کرتا ہے[53]

بلوچستان میں مسلم لیگ کی تنظیم کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرنے اور عوام میں اسے متعارف کرانے کے لیے ملک کے دوسرے حصوں سے مختلف رہنما وقتاً فوقتاً تشریف لاتے رہتے۔ اگست ۱۹۳۹ء میں مولانا ظفر علی خاں بلوچستان میں آئے اور انھوں نے مختلف مقامات پر عوام سے خطاب کیا اور مسلم لیگ سے لوگوں کو متعارف کرایا۔ کوئٹہ میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

"مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ اس کا نصب العین مکمل آزادی ہے۔ وہ ہندو کو آزاد دیکھنا چاہتی ہے اور مسلمانوں کے حقوق کی محافظ ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ مسلم لیگ میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل ہوں"[54]

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو مسلم لیگ کے تاریخی اجلاس منعقدہ لاہور میں اے کے فضل الحق نے قراردادِ پاکستان پیش کی جس کی تائید میں مختلف صوبوں کے رہنماؤں نے تقریریں کیں۔ بلوچستان کی طرف سے قاضی محمد عیسیٰ نے قراردادِ پاکستان کی تائید کی تھی۔ آپ نے قرارداد کی حمایت کرتے ہوئے فرمایا:

"خدا کا شکر ہے کہ آج ۲۷ سال کے بعد مسلمان اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ انھیں آزاد اسلامی مملکت میں زندگی بسر کرنی چاہیے۔ ہمارے قائداعظم گزشتہ تین سال سے یہ سوچ رہے تھے کہ مسلمانوں کی آئندہ پوزیشن کیا ہونی چاہیے۔ بالآخر وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ کم از کم ان صوبوں میں مسلمانوں کو آزادی ملنی چاہیے جہاں ان کی اکثریت ہے۔ اس طرح کم از کم ۶ کروڑ مسلمان تو آزاد ہو جائیں گے۔ کل سردار اورنگ زیب خاں نے کہا تھا کہ وہ درۂ خیبر کی دربانی کریں گے۔ میں یہ اعلان کرنے جرأت کرتا ہوں کہ ہم اس سے ایک چھوٹے دروازے یعنی درۂ بولان کی دربانی کریں گے"[55]

جولائی ۱۹۴۰ء کو بلوچستان مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس کوئٹہ میں نواب زادہ لیاقت علی خاں کی صدارت

---

[53] پاسبان کوئٹہ ۱۸ جون ۱۹۳۹ء بحوالہ تحریکِ پاکستان میں بلوچستان کا حصہ، ص ۳۱-۳۳

[54] ایضاً، ص ۳۵

[55] انقلاب لاہور ۲۶ مارچ ۱۹۴۰ء

میں منعقد ہوا۔ قاضی محمد عیسیٰ نے اپنے خطبہ استقبالیہ میں فرمایا :

"پاکستانی سکیم کی تشکیل سے قبل ہمارا مطالبہ صوبائی اصلاحات کے متعلق پُرزور طور پر تھا لیکن چونکہ اب پاکستانی سکیم کے مرتب ہو جانے پر ہمارا صوبہ اسلامستان یا پاکستان میں آچکا ہے، لہٰذا ہمارا مطالبہ اب صوبائی اصلاحات کے علاوہ پاکستان کا بھی ہے۔ پاکستان کے لیے تمام مسلمانانِ بلوچستان اپنے ہندوستان کے باقی مسلمان بھائیوں سے کلی طور پر متفق ہیں اور ہر ممکن قربانی دینے اور ایثار کرنے کے لیے تیار ہیں"[۵۶]

نواب زادہ لیاقت علی خاں نے اپنے خطبۂ صدارت میں بلوچستان کے مسائل اور پاکستان کو موضوع بحث بنایا۔ آپ نے مسلمانوں سے پُرزور اپیل کی کہ وہ اپنے نصب العین (پاکستان) کے حصول میں کسی قربانی سے دریغ نہ کریں۔

۲۳ مارچ ۱۹۴۱ء کو بلوچستان مسلم لیگ نے یوم پاکستان منانے کا فیصلہ کیا اور اس سلسلے میں میکموہن پارک کوئٹہ میں ایک جلسۂ عام منعقد ہوا، جس میں قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا گیا اور قرار دادِ پاکستان کی پُرزور حمایت کی گئی۔ اگلے سال بھی ۲۳ مارچ ۱۹۴۲ء کو بلوچستان مسلم لیگ کے زیرِ اہتمام یوم پاکستان منایا گیا[۵۷] جس میں ایک قرارداد کے ذریعے قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت پر بھرپور اعتماد کا اظہار کرنے کے ساتھ ساتھ حکومت کو متنبہ کیا کہ وہ مسلم لیگ کی خواہشات کے خلاف کوئی سکیم مرتب نہ کرے[۵۸]

۱۹۴۳ء کے وسط تک بلوچستان مسلم لیگ کی بنیادیں مستحکم ہو چکی تھیں اور اس صوبے کے مسلمان تحریکِ پاکستان کی سرگرمیوں میں پوری طرح حصہ لینے لگے تھے۔ جون ۱۹۴۳ء میں جب قائداعظم محمد علی جناح بلوچستان کے دورے پر تشریف لائے تو اس صوبے کے مسلمانوں نے ہر مقام پر انھیں والہانہ انداز میں خوش آمدید کہا۔ ۳ جولائی ۱۹۴۳ء کو قاضی محمد عیسیٰ کی زیرِ صدارت کوئٹہ میں بلوچستان مسلم لیگ کا تیسرا سالانہ اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں قائداعظم محمد علی جناح موجود تھے۔ انھوں نے اپنی تقریر میں فرمایا:

---

۵۶ پاسبان کوئٹہ، ۴ اگست ۱۹۴۰ء

۵۷ تحریکِ پاکستان میں بلوچستان کا حصہ، ص ۵۸

۵۸ انقلاب لاہور، ۲۶ مارچ ۱۹۴۲ء

"اب وقت آگیا ہے کہ مسلمانانِ بلوچستان بھی اپنی گراں خوابی سے چونکیں اور امت مسلمہ کی صفوں میں شامل ہو جائیں۔ آپ کے صوبے میں بھی مسلم لیگ کا نظام روز بروز وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔ آپ کی یہی بیداری قومی تعمیر کی خشتِ اوّل ہوگی۔ کسی قوم کو بیدار کرنا ایک عظمت ہے۔ اس کو منظم کرنا اس سے بھی بڑی عظمت ہے۔ بس اب اٹھو اور دوسرے صوبوں کے شانہ بشانہ صف آرا ہو جاؤ۔"[۵۹]

بلوچستان مسلم لیگ کے اسی اجلاس کی دوسری نشست میں مسلمانان بلوچستان کی طرف سے قائداعظم محمد علی جناح کی خدمت میں ایک تاریخی تلوار پیش کی گئی، جس کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ متعدد اسلامی محاربات میں اس سے کام لیا گیا ہے۔ قائداعظم محمد علی جناح نے اس تحفے کو قبول کرتے ہوئے بلوچستان کے مسلمانوں کی بیداری پر اظہارِ مسرت کرتے ہوئے فرمایا:

"یہ تلوار جو آپ نے مجھے عنایت کی ہے، صرف حفاظت کے لیے اُٹھے گی، لیکن فی الحال جو سب سے ضروری امر ہے وہ تعلیم ہے۔ علم تلوار سے بھی زیادہ طاقت ور ہے۔ جایئے اور علم حاصل کیجیے۔ میں جانتا ہوں کہ اگر وقت آ جائے تو ہم اپنی جان اور سب کچھ قربان کر دیں گے۔"[۶۰]

جب ۱۹۴۵ء میں قائداعظم محمد علی جناح دوبارہ بلوچستان تشریف لائے تو عوام سے رابطہ قائم کرنے کے علاوہ بلوچستانی مسلم طلبا سے بھی رابطہ پیدا کیا۔ انھوں نے اکتوبر ۱۹۴۵ء میں بلوچستان مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے اجلاس سے خطاب کیا۔ آپ نے اپنی تقریر میں کہا:

"مسلم طلبا کو ہدایت کروں گا کہ وہ سیاست کا نہایت گہری نظر سے مطالعہ کریں۔ سیاست تمھاری تعلیم کا ایک حصہ ہے۔ میں تمھیں متنبہ کروں گا کہ تمھاری سیاسی بیداری اور جد وجہد کے راستے میں چند شخصیتوں اور حکومت کی طرف سے رکاوٹ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ مجھے یقین ہے کہ تمھاری متحدہ اور انتھک کوشش ملک کے اندر ایک انقلاب برپا کر سکتی ہے۔ آپ اپنی جد وجہد جاری رکھیں۔ آپ کو مخالفتوں اور رکاوٹوں کی پروا نہیں کرنی چاہیے۔ مجاہدوں کی طرح اپنے عزم واستقلال کے ہتھوڑے سے راستوں کے پتھروں کو ریزہ ریزہ کر دو۔ تمھاری پیش قدمی جاری رہنی چاہیے۔ آگے بڑھو۔ فتح ونصرت تمھارے قدم چومنے کے لیے بے قرار ہے ..... میں دیکھ رہا ہوں کہ بلوچستان کروٹ لے رہا ہے۔ بلوچستان کی نیم سیاسی اور قومی حکومت کے نظم ونسق کو بدلنے کے

---

۵۹ خطباتِ قائداعظم، مرتبہ رئیس احمد جعفری، ص ۲۹۱

۶۰ [illegible]، ص ۲۹۲، ۲۹۳

لیے عوام میں بیداری کی لہر اور جدوجہد کی تڑپ پیدا ہو چکی ہے اور وہ اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کی بیداری آپ کی جدوجہد، آپ کی یک جہتی اور عزم و استقلال سے اس صوبے کے نظام میں تبدیلی پیدا ہو جائے گی۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ آپ اپنی جدوجہد آزادی میں صبر و استقلال کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑیں، خواہ حالات کتنے ہی اشتعال انگیز کیوں نہ ہوں۔"[۱۱]

قاضی محمد عیسیٰ نے اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ ۱۹۴۵ء میں جب قائداعظم محمد علی جناح نے حصول پاکستان کے لیے اپنا یہ تاریخی اعلان کیا کہ "تم مجھے چاندی کی گولیاں دو، میں آزادی کی جنگ لڑ کر تمھیں پاکستان دوں گا" تو ایک بار پھر صوبہ بلوچستان کے لوگوں نے آبادی کے تناسب کے لحاظ سے برصغیر کے تمام صوبوں سے زیادہ عطیہ دیا۔ پھر جب قائداعظم دوسری مرتبہ (۱۹۴۵ء) بلوچستان تشریف لائے تو بلوچستان مسلم لیگ کے جواں مردوں نے قائداعظم محمد علی جناح کو بے انتہا دولت دی اور یہ سب کچھ ملی تحریک کے لیے کیا اور کہا آپ نے ہم سے چاندی کی گولیوں کی درخواست کی تھی، آپ ہم سے توپ کے گولے لیں اور خدا کے لیے برصغیر میں جلد پاکستان کا وجود قائم کریں۔"[۱۲]

۱۷ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو بلوچستان مسلم لیگ کے جلسے میں تقریر کرتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح نے فرمایا:

"مسلم لیگ اب ایک طاقت ہے اور حکومت اس کے مطالبات کو نظر انداز نہیں کر سکتی ..... مسلمانوں کے تمام طبقوں میں اتحاد کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ بلوچستان کے مسلمان کل ہند مسائل میں اہم حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ اب کسی مسلمان صوبے کی آواز کی غلط نمائندگی ناممکن ہے کیوں کہ اسلامی مفاد کی نمائندگی اب مسلم لیگ کا واحد فریضہ بن چکا ہے۔ ہندو انجمنوں میں اب مسلمان قلیل تعداد میں نظر آتے ہیں۔ ان کی تعداد میں سرعت سے کمی واقع ہو رہی ہے، کیوں کہ مسلمان ہندو راج گوارا نہیں کر سکتے۔ میں تمام مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ صرف مسلم لیگ ہی کو ووٹ دیں، کیوں کہ ہم اسی مسئلے پر انتخابی جنگ میں حصہ لے رہے ہیں۔ ذاتی رقابتیں اور عناد بالائے طاق رکھ دیے جانے چاہئیں اور مسلمانوں کو مشترکہ مفاد کے لیے ہر ممکن قربانی کے لیے آمادہ رہنا چاہیے۔"[۱۳]

۱۹۴۶ء کے انتخابات میں بلوچستان میں کانگرسی امیدوار کو ناکامی ہوئی اور نواب محمد خان جوگیزئی

۱۱۔ ارشادات جناح۔ مرتبہ مفتی غلام جعفر۔ لاہور، ص ۲۲۱ - ۲۲۲

۱۲۔ تحریک پاکستان میں بلوچستان کا حصہ۔ ص ۸۷ ۱۳۔ ایضاً، ص ۸۵

بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئے۔ ان کی یہ کامیابی بلوچستان میں تحریکِ پاکستان کی کامیابی کا سنگِ بنیاد تھی۔ بقول نسیم حجازی آئین ساز اسمبلی کے لیے نواب محمد خان جوگیزئی کا انتخاب بلوچستان کا پاکستان کی طرف پہلا اہم قدم تھا۔[۱۴] اس سے پاکستان کے حامی عناصر کے حوصلے بلند ہوئے اور انھیں یقین ہو گیا کہ مسلم لیگ تمام مخالفتوں، سازشوں اور دشواریوں کا منہ توڑ جواب دے کر مکمل فتح حاصل کرے گی۔ نواب محمد خان جوگیزئی نے دستور ساز اسمبلی کے انتخاب میں کامیابی کے فوری بعد اپنے ایک بیان میں کہا:

"بلوچستان کے سرداروں کے حکم کے مطابق وہ قائدِ اعظم کی اجازت کے بغیر اسمبلی میں شرکت نہیں کر سکتے۔ بلوچستان کے سرداروں نے ان سے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ کوئی ایسا آئین جس کی بنا شریعتِ مطہرہ پر نہ ہو گی بلوچستان کے عوام کے لیے قابلِ قبول نہیں ہو سکتا۔ مسلم لیگ کی شمولیت کے بغیر کوئی آئین تیار کرنا جائز نہیں ہو گا۔ یہ اشد ضروری ہے کہ دونوں جماعتیں باہمی تعاون سے کام لیں۔ بلوچستان کے عوام کی پوری ہمدردیاں مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔ بہار کے زہرہ گداز واقعات نے ہمیں بے حد متاثر کیا ہے اور ہم مظلوموں کے لیے امدادی رقوم جمع کرا رہے ہیں۔ بلوچستان کے عوام پر کانگرس کا کوئی اثر نہیں۔ وہاں تین چار تنخواہ دار کارکنوں کے سوا کوئی بھی کانگرسی نظر نہیں آتا۔ پاکستان کی آزاد مسلمان مملکت کے قیام کے لیے بلوچستان ہندوستان کے دوسرے مسلمانوں کی پوری حمایت کرتا ہے۔"[۱۵]

۱۹۴۶ء کے وسط میں مسلم لیگ کونسل نے اپنے اجلاس منعقدہ بمبئی میں یہ طے کیا کہ بطورِ احتجاج مسلم لیگی خطاب یافتگان اپنے اپنے خطابات واپس کر دیں۔ چنانچہ اس فیصلے پر بلوچستان میں بھی عمل ہوا۔ کوئٹہ میں عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد عوام کے سامنے خطاب یافتگان نے یکے بعد دیگرے مسجد کے ممبر پر کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ جب ہماری زندگیاں اپنی ملی و سیاسی جماعت مسلم لیگ کے لیے وقف ہو چکی ہیں تو ہم اپنی جماعت کے فیصلے کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے اپنے خطابات حکومت کو واپس کرتے ہیں اور اپنی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ کو یہ بھی یقین دلانا چاہتے ہیں کہ اگر جماعت ہم کو آگ میں کودنے کا بھی حکم دے گی تو ہم فوراً صدائے لبیک بلند کرتے ہوئے اس میں کود پڑیں گے۔[۱۶]

---

[۱۴] تحریکِ پاکستان اور بلوچستان از سید مظفر حق، کراچی ۱۹۷۶، ص ۷

[۱۵] نوائے وقت لاہور ۱۰ دسمبر ۱۹۴۶ء

[۱۶] تحریکِ پاکستان میں بلوچستان کا حصہ، ص ۹۹-۱۰۰

۲۷ - ۲۸ اپریل ۱۹۴۷ء کو کوئٹہ میں پاکستان کانفرنس منعقد ہوئی - اس کی صدارت چوہدری خلیق الزمان نے کی - اس کانفرنس میں واضح طور پر کہا گیا کہ برصغیر کے مسلمانوں کی منزل مقصود پاکستان ہے جو سامنے دکھائی دے رہی ہے - ایک قرارداد کے ذریعے مطالبہ کیا گیا کہ بلوچستان میں بلاتاخیر جمہوری حکومت قائم کی جائے جو جون ۱۹۴۸ء میں حکومت برطانیہ سے بلوچستان کے متعلق تمام اختیارات حاصل کر سکے[۵۷]

قائداعظم محمد علی جناح قومی تحریکات کی کامیابی کے لیے اتحاد کو نہایت اہم سمجھتے تھے - مئی ۱۹۴۷ء میں بلوچستان مسلم لیگ میں دو دھڑے ہو گئے تھے - جب ان واقعات کی خبر قائداعظم کو ملی تو بلوچستان کے عوام کے نام حسب ذیل پیغام بھیجا -

" پاکستان کی منزل اب ہمارے بہت نزدیک آ گئی ہے اور بلوچستان اس میں شامل ہو گا - وقت کا تقاضا ہے کہ چھوٹے چھوٹے معاملات کے متعلق جھگڑے فسادات بالکل ختم کر دیے جائیں، کیوں کہ مسلمانوں کے سامنے زندگی اور موت کا سوال درپیش ہے - میں مسلمانان بلوچستان سے اپیل کروں گا کہ وہ متحد و متفق ہو کر لیگ کی قیادت میں اعتماد رکھیں - جب ہمیں اپنا مقصود حاصل ہو جائے گا تو قوم کے چھوٹے بڑے معاملوں کا نہایت انصاف اور غیر جانب داری کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا، لہذا اس وقت تک ہمیں ہر حال میں صبر و تحمل سے کام لینا چاہیے[۵۸]"

۳ جون ۱۹۴۷ء کو لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے ایک اعلان کے ذریعے مسلمانوں کے مطالبہ پاکستان کو منظور کرتے ہوئے برصغیر کی تقسیم کا اعلان کیا - بلوچستان کے بارے میں اعلان میں کہا گیا کہ شاہی جرگہ اور کوئٹہ میونسپل کمیٹی کے ارکان اس بات کا فیصلہ کریں گے کہ آیا بلوچستان پاکستان یا بھارت میں شریک ہو. رائے شماری کے لیے ۲۹ جون کی تاریخ مقرر کی گئی - اس اعلان کے ساتھ ہی کوئٹہ سیاسی سرگرمیوں کا مرکز بن گیا - شاہی جرگہ کے ارکان کو ہندوستان میں شمولیت کی ترغیب دی جانے لگی کہ ہندوستان ہی بلوچستان کے اخراجات کا متحمل ہو سکتا ہے اور اگر بلوچستان نے پاکستان میں شمولیت کا فیصلہ کیا تو بلوچوں اور پٹھانوں کے حقوق پامال ہو جائیں گے اور دوسری طرف انگریز بھی مسلمانوں کی یک جہتی اور اتحاد کو ختم کرنے کے درپے تھے - پاکستان کے فدائی ایسے وقت میں دن رات مصروف ہو گئے - ان دنوں میر جعفر خاں جمالی

---

[۵۷] تحریک پاکستان میں بلوچستان کا حصہ، ص ۱۰۵

[۵۸] ہفت روزہ ہلال پمہ ۳۰ مئی ۱۹۴۷ء بحوالہ ماہنامہ فکر و نظر اسلام آباد، جلد ۱۴، شمارہ ۶، ۷

اور نواب محمد خاں جوگیزئی نے جس گرم جوشی سے پاکستان کے لیے کام کیا یہ ان ہی کا حصہ تھا۔ ۲۱ جون ۱۹۴۷ء کو نواب محمد خاں جوگیزئی اور میر جعفر خاں جمالی نے اپنے مشترکہ بیان میں اعلان کیا:

" بلوچستان کے سرداروں نے پورے غور کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ بلوچستان کے حقوق کا بہترین تحفظ پاکستان کے اندر رہنے سے ہوگا۔ ۔ ۔ پاکستان کی اسلامی ریاست کے مرکز کے ساتھ وابستہ ہو کر بلوچستان نہ صرف اپنی آزادی اور خود مختاری کی حفاظت کر سکے گا بلکہ اپنے ہمسایہ مسلم صوبوں کے دوش بدوش اپنی اقتصادی اور سیاسی حالت کو بدرجہا بہتر بنا سکے گا۔

بلوچوں کی یہ خوش قسمتی ہے کہ قائداعظم کی کوششوں سے ہم ہندو اکثریت کے سیاسی غلبے سے آزاد ہو کر پاکستان کی اسلامی حکومت میں داخل ہونے والے ہیں۔ ہم سب سردار مع اپنے قبائل کے پاکستان کی اسلامی حکومت میں شامل ہونے کے لیے تیار ہیں اور قائداعظم پر بھروسہ رکھتے ہیں کہ وہ ہماری صحیح رہنمائی کریں گے۔" [۵۱]

اس بیان کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ بلوچستان کے لوگ تشکیل پاکستان کی راہ میں دیوانہ وار آگے بڑھے اور ریفرنڈم سے کچھ روز پہلے کوئٹہ میں پاکستان کی حمایت میں ایک عظیم الشان جلوس نکالا جس میں پاکستان زندہ باد کے فلک شگاف نعروں میں اعلان کیا گیا کہ " ہم دیکھیں گے ہمارے راستے میں اب کون حائل ہوتا ہے۔ بلوچستان پاکستان اور صرف پاکستان کا حصہ بنے گا۔" [۵۲]

۲۵ جون ۱۹۴۷ء کو قائداعظم محمد علی جناح نے بلوچستان کے لوگوں کے نام ایک پیغام جاری کیا کہ ریفرنڈم میں ہر مسلمان سے اپیل کروں گا کہ وہ پاکستان کے حق میں اپنی رائے کا اظہار کرے۔ انھوں نے اپنے پیغام میں واضح طور پر کہا کہ بلوچستان جغرافیائی اور معاشی طور پر صرف پاکستان میں رہ سکتا ہے۔ یہ اہل بلوچستان کے مفاد میں ہے کہ وہ پاکستان میں شامل ہوں کیوں کہ صرف پاکستان اکیلا ہی تعلیمی، معاشی اور سیاسی ترقی و بہبود میں ان کی مدد کر سکتا ہے۔[۵۳] قائداعظم کی اس اپیل نے شاہی جرگہ اور کوئٹہ میونسپلٹی کے ارکان پر بھرپور اثر کیا۔

---

[۵۱] تحریکِ پاکستان اور بلوچستان از سید محمد فاروق کراچی ۱۹۷۶ء، ص ۵۰
[۵۲] تحریکِ پاکستان میں بلوچستان کا حصہ، ص ۱۲۵
[۵۳] منتخب تقاریر قائداعظم مرتبہ رفیق افضل (انگریزی) لاہور ۱۹۷۳ء ص ۲۱۷

آخری وقت میں اعلان کیا گیا کہ ۲۹ جون کو ریفرنڈم نہیں ہوگا۔ اس دن صرف لارڈ ماؤنٹ بیٹن کا اعلان پڑھ کر سنایا جائے گا اور اگلے دن رائے شماری ہوگی۔ یہ بڑی گہری سازش تھی۔ ایک دن میں بہت کچھ ہوسکتا تھا۔ ہندو اور انگریز کی اس ملی بھگت کے خلاف تحریکِ پاکستان کے دیوانے ڈٹ گئے۔ چنانچہ جب ۲۹ جون کو ٹاؤن ہال کوئٹہ میں پروگرام کے مطابق ایجنٹ برائے گورنر جنرل نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کا اعلان پڑھنا شروع کیا اور وہ ابھی یہ اعلان ختم نہ کر پائے تھے کہ نواب محمد خاں جوگیزئی بڑے اعتماد سے اپنی جگہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ "ہم یہ بیان پہلے پڑھ چکے ہیں۔ ہمیں فیصلہ کرنے کے لیے مزید وقت نہیں چاہیے کیوں کہ شاہی جرگہ کے سردار پاکستان کی حمایت میں فیصلہ کر چکے ہیں۔ ہم اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا نمائندہ پاکستان دستور ساز اسمبلی میں بیٹھے گا۔" ہال تالیوں کی آواز سے گونج اٹھا اور ہال سے باہر کی فضا پاکستان زندہ باد کے نعروں سے معمور ہوگئی۔[۲۲]

---

[۲۲] تحریکِ پاکستان میں بلوچستان کا حصہ ص ۱۲۵-۲۷

یادگارِ شبلی

ڈاکٹر شیخ محمد اکرام

اس کتاب میں شبلی نعمانی کے مفصل حالاتِ زندگی اور ان کی تصانیف اور کارناموں کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ شمس العلما علامہ شبلی نعمانی کو ہمارے ادب اور تاریخ میں جو بلند مقام حاصل ہے، وہ محتاج بیان نہیں۔ ان کے احوالِ زندگی سید سلیمان ندوی مرحوم نے حیاتِ شبلی میں جمع کیے تھے۔ تصانیف کے متعلق وہ ایک علیحدہ کتاب لکھنا چاہتے تھے، لیکن یہ ارادہ پورا نہ ہوسکا۔ ڈاکٹر اکرام صاحب کی اس کتاب یادگارِ شبلی میں نہ صرف مکمل حیاتِ زندگی ہیں اور اس کے ساتھ وہ مواد بھی سمیٹ لیا گیا ہے جو سید سلیمان ندوی کی تصنیف حیاتِ شبلی کی اشاعت کے بعد دستیاب ہوا ہے بلکہ علامہ شبلی کی ایک ایک کتاب پر علیحدہ تفصیلی تبصرہ بھی ہے

صفحات ۵۰۰ قیمت ـــ ۳۰ روپے

ملنے کا پتا: ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور